

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سال

شمس الاسلام

جلد ۳۰ بابت ماه اکتوبر ۱۹۲۶ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ

فہرست مضامین

صفحہ	نام مضمون نگار	مضمون	صفحہ
۲	مولانا مولوی سلطان احمد صاحب قسطنطنیہ	حدائقہ قصائل صاحبہ کرام رضی اللہ عنہ	۱
۷	از نامی کوه سوار	سجود کعبہ و نظم	۲
۸	مولوی محمد حیات صاحب سکسہ جمالی	تحقیق اسما	۳
۱۴	محمد پیر بخش بیگم ڈی بھجن تانید اسلام	ترتیب المحدثین	۴
۲۱	حافظ محمد یعقوب صاحب آوج	عسکر	۵
۲۲	نعت	۶
۲۳	تاریخ المتقین	۷

حقیقہ فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین

مستقیماً کہنوا اسلام و مستیزان انوار شمس اسلام کی خیمہ منیرہ پر واضح
 و واضح ہو کر جبکہ ابلیس خبیث "انا خیر منہ" کے دعوے باطل کے باعث
 رائدہ درگاہ ایزدی ہوا۔ اسی وقت سے عہد کر لیا ہے۔ "فبما اغویتہ
 لا تعدن لہم حراطک المستقیم ثم لا تینہم من بین ایدیہم
 ومن خلفہم و عن ایمانہم و عن شمالہم" پتہ ۸ سے افر
 ترجمہ جن حضرت انسان کے باعث میں رائدہ درگاہ ہوا ہوں۔ ان کو گمراہ
 کرنے کے لئے صراط مستقیم پر پیچھ کر دائیں بائیں آگے پیچھے جس جانب سے
 کہ ممکن ہوا بہتری کر دینا۔ "لا اقلیل" ان کی اولاد کو
 عنان تزیین و ترمیم تدبیر میں لاکھ پھسلاؤں۔ مگر محدود سے افراد میرے
 شکار سے فرار پائینگے۔ "الاعبادک الصالحین" تیرے صالح بندے
 میرے دام سے بچ رہینگے۔ شیطان کا یہ الٹی میٹم غام ہے۔ مگر اللہ
 تعالیٰ کا وعدہ ہے "لا ملئک جہنم منک ومن قبلک منہم اجمعین"
 کہ دوزخ کا ایندھن تجھے اور تیرے مریدوں کو نہاؤنگا۔

اب شیطان نے اپنا عہد نباتے کے لئے شیطان الجن والانس کا
 ایک لشکر تیار کیا جس کا کام صبح شام خلاف صحیح طریق اسلام
 پروپیگنڈا پھیلانا اور غفلانادہا پتے دام میں پھنسانا ہے۔ یہ پرچی صورت
 ویو سیرت سے بے بہرہ و بے ہول کر ہر ان اہرام بنیان ایوان و ہن اندر
 میں سامی رہتے ہیں۔ یہ لشکر مختلف شعبوں میں منقسم ہے۔ ان میں سے
 ایک شعبہ خاص قابل ذکر ہے جس نے کہ اسلامی باطل پسند شیعہ ایمان
 و عقائد انہی علیہ السلام اغنی صحابہ کرام و ائمہ عظام کو گالی مگوتی ہے
 اور سب دشمن کی ہماری آنکھیں کھول رکھی ہے۔ اور ان کے اجماع

مختلف ذائع اشتہار و اخبار میں در سائل سے اپنی جنس کو شائع کرتے ہیں۔ اور یہ تپ دق اہتیں اصل جہنم کر کے چھوڑ دیں گے۔ چونکہ حکم سے لیکل دایہ دو کیستطب جم۔ الا الحماقتہ اعیت من یداد و یھا ترجمہ ہر مرض کا دوا ممکن ہے۔ لیکن حماقت کے علاج سے حکما عاجز ہیں۔ یہ متعدی مرض ان کو نہیں چھوڑ سکتی۔ ہمیں چاہیے کہ اذ انطق السفیدہ فلا تجبہ۔ تخیر ومن اجابتہ السکوت ترجمہ جواب جا ہلاں باشد خوشی اور مومن کو بھی یہی حکم ہے۔ "اذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاماً" اگرچہ ہم بھی بغوا ہے کلام "نرتواں کروانا" ناگسان بدرگی" ان کو ترکی بترکا۔ لیکتے ہیں۔ الامصرع ثانی "ولیکن نیاید ز مردم گی" اس امر سے مانع ہے کہ ہم بھی ویسا کریں لہذا اس جانب سے سکوت اختیار کرتے ہوئے دل میں خیال آیا۔ کہ ناظرین شمس الاسلام کے دل و دماغ کو حدیقہ فضائل صحابہ کی شمیم مشک بنیر سے معبر کیا جاوے ان باغبان اسلام کے فضائل و شمائل حسنہ و فضائل کے صحیح صحیح حاصل جس کی شہادت قرآن حکیم و حدیث نبی کریم سے جس قدر ممکن ہو سکی۔ پیش کر دیں گے۔ وہ صحابہ کرام کہ جنہوں نے اشجار اسلام کو اپنے خون سے سیریا۔ ان پودوں کا پھل آج ہم صفت میں کھا رہے ہیں۔ اور شکر یہ تک ادا نہیں کرتے بلکہ اس باغ اسلام کے پودوں کو دشمنان اسلام کی دیکھ کھا رہی ہے۔ اور ہم خواب غفلت میں موت کی نیند سوئے ہوئے ہیں۔ (۱) و صریحاً کہ تم لائے فرماتے ہیں۔ "محمد رسول اللہ والذین معہ اشدا علی الکفار و حمہ بینہم و تراحمہم رکعاً و سجداً یتذکرون فضلہ من اللہ و رضوا ما میما ہم فی وجہہم من ہذا السجود" ۲۶ میں فتح محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ وہ اور جو ان کے صحبت یافتہ ہیں۔ وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں۔ اور آپس میں بہت

ہی مہربان ہیں۔ جب انہیں دیکھو۔ ہر وقت رکوع اور سجود میں محض رضا
 حوالہ اور اتخافے فضل اللہ کے لئے سمجھائیں۔ ان کے سجود کے نشان چہروں
 پر نمایاں ہیں۔ ان کے کلمہ اللہ صلاوات اور انجیل میں بھی موجود ہیں۔ ان
 کی مثالیں انگوڑی کی ہے۔ جو ابھی پھوٹی ہے۔ روز بروز قوی ہوا کر
 کساترین کچھ تنجیب میں ڈال دی ہے۔ ایسے ہی ان صحابہ کرام کی ترقی کفار
 نابخار کے سر پر عظیم و غضب کا بخار لا رہی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا
 وعدہ ہے جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے ان کے لئے مغفرت اور اجر
 عظیم ہے۔

ایک صدر میں اللہ تعالیٰ نے جمع صحابہ کرام کا بالعموم اور خلفائے راشدین
 کا بمعنی اللہ تعالیٰ عنہم و جمعین کا بترتیب۔ سنت بالخصوص ایک لطیف پیرایہ
 میں بیان فرمایا ہے۔ اور ان کے اخلاق و سمدن اور معاشرت فی الدنیا و الدنیا
 مغنی الاولیٰ کا پورا پورا فوٹو کھینچا ہے۔ جیسا کہ ان کی دنیا کی تصویر دکھائی
 ہے۔ یہ بیان بھی واضح کر دیا۔

کے یہ تیرہ کھینچنے بیان فرمایا ہے کہ ”والذین معہ“ سے حضرت
 محمد ﷺ کو مراد لے گئے ہیں۔ چونکہ نعمیت کا سہرا ان ہی کے سر ہے
 چہرہ حضور علیہ السلام نے کفار مکہ کو ان کی بد قسمتی کے حوالہ کر کے مدینہ کو
 ہجرت فرمائی۔ عین خطرہ کا موقع تھا۔ ہدیٰ بن خنیس
 غلام حبشیہ۔ جان خولان بنی و دوان پر قربان کر کے باصدق و صفا لبیک کہتے ہوئے
 پہلے پہر چلے۔ تین راقم غار میں بسر کیں۔ حشرات الارض غلاب افامی
 سے حدیث کی خاطر اپنے پاؤں کو بلوں میں رکھ دیا۔ مگر حضور پُر نور کے
 کے آرام و سرور میں خلل نہ آنے دیا۔ سر مبارک اپنی گود میں رکھ
 دیا۔ کیا مبارک وہ گود تھی۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 سر رکھا۔ وہ مہد بلکہ بروج قمر تھا۔ کہ جس میں قمر آرام لے رہا ہے

یہ وہ قمر ہے جس کے سامنے قمر کاوی غلامی کی سسلی اُتارتا ہے۔ اور ایک اشارہ سے پاش پاش ہو جاتا ہے۔ وہ غار بیابانی۔ قرآن السعدین کا مقام تھا۔ ہمارے فقہائے عظام نے لکھا ہے کہ جس روحہ اہلہ میں اس وقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرماتے ہیں۔ اُس مکان کا شان مکین کی فضیلت کے باعث بزرگشائے کرسی۔ لوح جملہ اکمنہ سے افضل اعلیٰ وارفہ ہے۔ ناظرین کرام ذرا تدبیر و تفکر کو کام میں لادیں کہ اُس آغوش اور صاحب آغوش کا کیا مرتبہ ہوگا۔ جس میں اُس مبارک سر نے آرام پایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "ثانی الانشیلین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا" وہ دو میں سے دوسرا تھا۔ جب دونوں غار میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دوست کو فرمایا۔ کہ حزین و غم زدہ مت ہو۔ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ سبحان اللہ جسکو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کی جھما جھٹ کا شرف حاصل ہو۔ جس کو اللہ تعالیٰ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مصاحب اور رفیق اپنی زبان سے فرماوے۔ جسکو ایسی جان جو کھوں کے وقت بھی اپنا نہیں بلکہ اس بات کا غم مارے ڈالتا ہو۔ کہ کہیں اللہ کے پیارے کو تکلیف نہ پہنچے۔ جہاں ان کا پسینہ گرے۔ اپنا خون بہا دیویں اس کا شان انسان ناقص عقل سے کس طرح بیان ہو سکے

"انشدا علی الکفار" امیر المومنین عمر بن الخطاب کے باب میں لطیف اشارہ ہے۔ جن کا نام عرب و عجم۔ مصرو شام کے بڑے بڑے جرنیلوں اور سپہ سالاروں کے لئے موت کا پیام تھا۔ دل دہل جاتے تھے۔ کلیجے منہ کو آتے تھے۔ ان کی شجاعت اور تدبیر و تفکر کی شہرت صفحہ ہستی میں ابد الابد تک باقی رہے گی۔ یہ وہ امیر المومنین ہیں جسکو اللہ کے پیارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت اسلام

کیلئے دعائیں مانگ مانگ کر خدا سے لیا۔ یہ وہ بہادر ہیں۔ کہ جب ہجرت کرنے لگے۔ تو حرم شریف میں جا کر جماعت قریش کو خطاب کیا۔ کہ ابن خطاب! آنے ہجرت کرتے خدمت اسلام اور بانی اسلام کے لئے مدینہ جانے والا ہے۔ آج جس نے اپنی اولاد کو تعلیم اپنی عورتوں کو بیوہ اور ماں باپ کو بے اولاد کرنا ہو۔ میرے مقابل آ جاوے۔ میدان صاف ہے مگر کسی کو جرات نہ ہوئی۔ کہ اوپر آنکھ اٹھا کر تو جھانکے۔

”رحمنا بینہم“ امیر المومنین عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکات سے تلخ ہے۔ جنگو فضائل اخلاق نہد و تقویٰ عفت عفاف۔ احسان۔ کرم۔ حلم۔ عفو۔ عزت۔ ثبات۔ ایثار و لطف کا مجسمہ کہا جاوے۔ تو بجا اور درست ہے۔ جنہیں ست۔ حلم و حیا نے ذوالنورین بنایا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو جگر گوشہ و خزان نیک اختر کی زوجیت حاصل ہوئی۔ یہ وہ معدن حلم و حیا تھے کہ ملائکہ ان سے حیا کرتے تھے۔ یہ وہ پاکیزہ گوہر ہیں۔ کہ جن کا وجود باد و دھبم رحم تھا۔

”و کعاً و سجداً“ امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اشارہ ہے۔ جن کا خطاب سید و روحی تھا۔ ان کے لئے یہ فخر بھی کچھ کم نہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہتی بیٹی سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زوجیت ان کے لئے طرہ امتیاز ہے

”انا علم و علی بابہا“ ان کے کمال متجر علمی پر دال ہے۔ کثیر الکرم و السجود تھے

”یتبعون فضلاً من اللہ و رضواناً“ سے جملہ اصحاب کرام مراد لئے گئے ہیں۔ یہودیہ یا گیا ہے کہ تمام اصحاب کرام کا قول و فعل محض بابتغائے رضائے اللہ ہی تھا۔ اس میں زیادہ یقین کا دخل نہ تھا۔ نیز ایت مذکورہ مسائل ذیل کو بھی بوضاحت روشن فرما دیا۔ ترتیب خلافت۔ اشترائی

استقلال - معاملہ بالعباد :-

معاملہ بالمالہ - ان کی عداوت موجب کفر - معاو کا نتیجہ - ترتیب خدمت
فوسیاق - ایت نے واضح کر دیا - کہ اشتراک فی العمل اور استقلال
پر اشد اعلیٰ الکفار دال ہے - مصائب والام کے موقع پر ان کا حزم و
استقلال اس وجہ کا تھا - کہ انشاء کے اچھے کے لئے دشمن کے مقابلہ
میں سد سکندر ہو جاتے تھے انہیں بنیائے مہر و مصلحت انہی سے مراد ہے
جس کو کوئی قوت ہٹا نہیں سکتی - چونکہ قوت ایمانی کا مقابلہ کوئی قوت
نہیں کر سکتی - بقول شخصے جنگ میں بھی قوت جسمانی کے مقابلہ میں
قوت روحانی کا دس گنا اقتدار ہوتا ہے -

باقی آئندہ

بھول گئے؟

یاد وہ اب نہ رہا قالو بے بھول گئے
دل سے اعجاز مسیحا ہی کو کیا بھول گئے
لیکن اس کے لئے دریاں دودھ اہل گئے
دل سے قرآن ہی وار و شفا بھول گئے
کیسی غفلت ہو کہ اب مہر وفا بھول گئے
کس قدر ظلم ہے یاں نوکر بھول گئے
کیا غصہ ہے کہ وہ ایسی بھی ادا بھول گئے
کیسے غافل ہیں کہ احکام خدا بھول گئے
جام و سلی کا ملا آب بھول گئے

پڑ گئے عقل پر دے تو خدا بھول گئے
مسموم کے کرشموں کے تماشے دیکھے
درو بوڑھے کی تکلیف تو لاتے ہی رہے
سوزن شوق کا دیہا بھول گئے
چند گنی تو ہے ہر ایک کا دستور عمل
آپ بھول جائیں تو ہی ہوتی کلیاں ساری
شیخ نے غریب سے جو رسم محبت رکھا
بٹ صاحب کے ہر ایک قول پر چمکتا ہے
شیخ کی جن عقیدت پر خزا غور کریں

شکوہ کس منہ سے کریں قوم کا اپنی نامی
حسب ازل ہی وہ ستانہ خدا بھول گئے

از نامی کوہ سوار

تحقیق المسائل

(رقم زدہ احقر محمد حیات (م۔ ف) ساکن جالی ضلع پورہ)

عرصہ سے خیال تھا کہ رسالہ شمس الاسلام میں ایسے مضامین کا سلسلہ قائم کیا جائے۔ جو آئے دن عوام کو اندھا دھند گمراہی سے بچانے والے ہوں۔ اور اہل علم کو دلچسپی کا موجب ہوں۔ بصورت اختلاف تحقیق انیق بہ مسلک ملت حنیف احقاق حق کا کام دیں۔ اور دوسرے عالمان دین کو بمصداق علما متقی کا بنیاد بنی اسرائیل اس منصب جلیل سے فائز ہوں۔ ان پر تبصرہ فرما کر کافرین کو سرفراز فرما کر عند اللہ عاجز ہوں۔ آج بافضال و الطاف سبحانی اس کی پہلی قسط ارسال ہے۔ و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ھ

سوال نمبر ۱

سماع موتی عند الاحناف ثابت ہے یا نہ؟ چونکہ عدم سماع کے دلائل قوی اور راجح ہیں اور لغووائے آیت مبارک وَمَا اَنْتَ بِمُسْتَمِعٍ مِّنْ فِی الْخَبْرِ شَبَّهَ الْكَذَّابَ بِالْمُوتِ لِانِ الْمِیْتَ لَا یَسْمَعُ وَلَا یُكَلِّمُ دُخَانِ زَبْنِ عَصْرِیٰ ج ص ھا لِانِ الضَّرْبَ الْمَفْعِلُ مَوْلُیْ تَفْضِلُ بِالْبَذَنِ وَالْاِیْلَامُ لَا یُتَحَقَّقُ فِی الْمِیْتَ (ہدایہ یوسفی جلدیں اولین ص ۲۸۶) اس کے متعلق پوری تحقیقات سے سرفراز فرمائیے۔

الجواب سماع موتی بلا شک ثابت ہے آپ جو سورہ فاطر کی آیت مبارک وَمَا اَنْتَ بِمُسْتَمِعٍ مِّنْ فِی الْخَبْرِ استلال میں پیش کی ہے ادا استشاد خازن کی عبارت لکھ دینی مفہوم آیت مبارک میں تصریح کی ضرورت ابھی باقی رہ گئی۔ دست نظر کو کام فرمائیے۔ قطع نظر گماہ معشرین کے احوال

کے آپ کی توجہ اردو تفسیر موسومہ "بیان القرآن" مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی بذکرہم التعلیٰ کی جلد ہفتم ص ۳۸ مطبوعہ مطبع مجبائی دہلوی کی آیت "انک لا تسمع الموتی" کی تحت سطر ۱۹ "ف" ملاحظہ فرمائیے
 "وہو ہذا" اس آیت سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے
 کہ مردے نہیں سنا کرتے ہر چند کہ مردوں سے مراد یہاں کفار ہیں مگر
 تشبیہ تبہ ہی درست ہو سکیگی۔ جب مردے نہ سنتے ہوں۔ لیکن چونکہ
 بعض احادیث میں مردوں کا سننا قریب جگہ سے نہ کہ بعید سے
 وارد ہے۔ اس لئے بعض علماء نے آیت میں کہا ہے کہ مراد "سماع منفی"
 سے "سماع نافع" ہے اور اس کا علاوہ رفع تعارض حدیث
 کے یہ بھی ہے کہ کفار سے مطلق سماع کا منفی ہونا مشاہدہ کے خلاف
 ہے۔ البتہ "سماع نافع" ضرور منفی تھا۔ پس مردوں سے بھی یہی منفی ہے
 چنانچہ ظاہر ہے کہ اگر کوئی مردوں کو نصیحت کرے۔ تو بیکار ہے۔ کیونکہ
 وہ دارالعمل نہیں اور ثواب سے نفع ہونا یا تلاوت قرآن سے انس ہونا
 یہ دوسری بات ہے۔ مقصود مواعظ کا نافع نہ ہونا ہے۔ اور بعض نے یہ
 جواب دیا ہے کہ مردے میں مردہ حقیقی جسد ہے۔ وہ نہیں سن سکتا
 مگر اس سے روح کی نفی سماع لازم نہیں آتی۔

(۲) ہدایہ کی عبارت یہاں آپ کے لئے کچھ نافع نہیں۔ مزید توضیح
 کے لئے ملاحظہ ہو کتاب الروح فی الکلام علی ارواح الاموات والاحیاء
 بدلائل والکتاب والسننہ شیخ الاسلام شمس الدین ابی عبد اللہ محمد الشہیر
 بابن الیقیم دمشقی رحمۃ اللہ علیہ طبع ثانی وائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن
 ص ۳۲ صفحہ ۷۷ سطر ۷ واما قولہ تعالیٰ - وما انت بمسمع من
 فی القبور - فیایک الامیت یدل علی ان المراد منها ان الکافر المیت
 القلب لا تقلد علی اسمائہ اسماء یعقودہ کما ان...

لا تقدروا على السماع هم اسما عاينتفعون بها ولم يرو سجدانه
 ان اصحاب القبور لا يسمعون شيئا البتة كيف وقد اخبر النبي
 صلى الله عليه وسلم انهم يسمعون خفق نعال المشين واخبر
 ان تظلم يذرو سمعوا كلامه وخطابه وشعر السام عليه السلام
 بصفحة الخطاب المعاصر الذي يسمع واخبر ان من سلف على
 اخيه المؤمن روع عليه السلام وهذه الآية نظير قوله انك
 لا تسمع الموتى « تسمع هم الدنيا اذ ولو مدبرين » وقد يقال
 نفى سماع الصم مع نفى سماع الموتى يدل على ان المراد عدم
 اهلية كل منها للسمع وان قلوب هؤلاء لما كانت ميتة
 صماء كان اسماعه ممتنعاً بمنزلة خطاب الميت والا صم و
 هذا حق ولكن لا ينفي السماع الارواح بعد الموت اسما عا توبخ
 وتقرع بواسطة تعلقها بالابدان في وقت ما فهذا غير الاسما
 المنفى والله اعلم وحقيقة المعنى انك لا تستطيع ان تسمع من لم
 يشا الله ان يسمعه ان انت الانذير اى انما جعل الله لك
 الاستطاعة على الانذار الذي كلفك اياه لا على السماع من
 لم يشا الله اسما عا

(۳) اور اسی شرح الصدور مطبوعہ مکران ص ۸۰ سطر ۳۲ میں
 لکھا ہے : واما الادوار کات کالعلم والسمع فلا شک ان ذلک
 ثابت لہم ولما ذکر الموتی

(۴) اسی طرح حضور علیہ السلام کا مقتولین بدر سے خطاب
 فرمانا :

(۵) تلقین میت اور سماع خفق نعال المشین کا اظہار احادیث صحیحہ
 سے کسی دلیل کا محتاج نہیں :

یہ
 اس
 کے
 دار
 کے
 وکیہ
 میں
 کہو
 احادیث
 صحیحہ
 میں
 تو
 فی

(۶) زیارت قبور کے واسطے السلام علیکم کا مافوق ہونا اور مردوں کے
 رہے سلام صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

سوال نمبر ۲

اگر عورت بالغہ کو اگر اہل زور کیا جاوے۔ تو کیل پر۔ آیا ایسا نکاح
 درست ہوتا ہے یا نہ؟

الجواب

اگر اگر اہل ایجاب یا قبول ہو۔ تو اس میں فقہاء اختلاف کرتے
 ہیں۔ مالکیہ حنفیہ۔ شافعیہ کے نزدیک نکاح کوئی نہیں ہوتا۔ اگر اگر اہل
 ایجاب قبول ہو۔ فاما توکیل۔ فاما نکاح۔ ساتھ اگر اہل صحیح ہے یا نہ۔ تمام
 ائمہ کرام اور محدثین فرماتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں۔ اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ
 علیہ سے بھی اس کا صحیح ہونا کسی نے نقل نہیں کیا۔ صحت توکیل بالطلاق
 والعقاق میں فقہاء حنفیہ کا اختلاف ہے۔ ائمہ میں ہے۔ کہ اگر اگر اہل
 کے ساتھ وکیل کو کسی کو طلاق اپنی زوجہ کا تو توکیل صحیح نہیں۔ اور
 وکیل کے طلاق دینے کے ساتھ طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اور در مختار
 میں ہے کہ قیاس اسی طرح ہے۔ لیکن استحسان سے منع کرتا ہے
 کہ واقع ہو جاوے۔ فی حاشیہ المستخرج طریقی ان کا ذکر کرنا عیاض
 اہل استحسان کا توکیل بالطلاق والعقاق میں اور سکوت کرنا توکیل
 نکاح سے اس سبب ظاہر ہو۔ کہ پہلی حکم قیاس پر ہے۔ دوسری نکاح
 صحیح نہیں ہوتا۔ مگر توکیل اگر اہل ہو۔ پس فتوے علمائے کرام کو لازم
 ہے۔ کہ اس پر دیویں۔ کہ نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ اگر تحقیق مقام طلب ہو
 تو کہنے سے انہ مختلف آراء مختلفا ہوتی الا کہ لا یا بالطلاق
 فی موطا مالک جلد ثالث شرح در منی ص ۶۹۔ مطبوعہ
 مصر من تأت بن الامام حنفی انہ تزوج ام ولد لعبد الرحمن

بين زيد بن الخطاب قال فدعاني عبد الله بن عبد الرحمن بن زيد
 بن الخطاب فجئت فدخلت عليه فاذا سياط موضوعة واذا قديدان
 من حديد وعبدان له قد اجلسهما مجندة فقال طمئنتها والا
 والذي يسف من فعلت بك كذا وكذا قال بقلت في الاطلاق والافق
 ويخرجت من عنده فادركت عبد الله بن عمر بطريق مكة قال
 فاخبرته بالذي كان من اثباتي فتعيط عبد الله بن عمر وقال
 ليس ذلك بطلاق وانها لا تحرم عليك فارجع الى اهلك قال
 فلم تقر في نفسي حتى اتيت عبد الله بن الزبير وهو يومئذ بمكة
 فاخبرته بالذي كان من شأني وبالذي قال لي عبد الله بن عمر
 قال فقال لعبد الله بن الزبير لم تحرم عليك فارجع الى اهلك
 وكتب لك جابر بن الاسود الزهرى - ميزا المدينة يا امرأت
 يعاقب عبد الله بن عبد الرحمن وان يخلى بيني وبين اهلي وقال
 فقدمت المدينة فخرجت صفيحة امرأة عبد الله بن عمر امرأتى
 حتى ادخلتها على ابي عبد الله بن عمر ثم دعوت عبد الله بن عمر
 يوم عرسى لولميتى فحياها

(١٢) وقد روى احمد والبوداد وابن ماجه وصححه الحاكم
 عن عائشة مرفوعا اطلاق والا عتاق في اطلاق (روى الكراه)

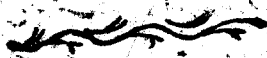
(١٣) فقال ائمة التباينة وغيرهم لا ينفخ طلاق المكره لقول الله
 الا من اكره وقلبه مطمئن بالايمان فنفي الكفر باللسان فكذا
 الطلاق اذا لم يرد به قلبه ولم ينو ولم يقصد لم يلزم منه

(١٤) واخراج ابن ابى شيبه في مصنفه عن ابن عباس قال ليس
 لما اكره وكذا عن علي وعمر بن عبد الله بن عمر بن عبد الله بن عمر
 والحسن وعطاء الخفاف انتهى عبارة الزيلعي

وما روى العجلي ان رجلا كان قائما فقالت امراته طلقني
 ثم رثا اولا وبحثا فطلقها ثم رثا النبي صلى الله عليه وسلم فقص
 لا قيلولة في الطلاق فليس يصح له في السند التعازي حباية النكح
 الحديث فكذلك ابن أبي حاتم قال البخاري في ذلك الحديث
 كيتابع عليه كسفيان الرضي

(٦) وعند المحققين ان قول ابي حنيفة رحمه الله عليه
 بوقوع طلاق المكره انما هي صورة راي الامام ايضا فيه ثم
 اجبروه منها ليس بمخالفة للاصاوية اما صحة النكاح بالاكراه
 عند ابي حنيفة فذكر لما فهو وقوع طلاق المكره مطلقا فقاموا
 ذلك النكاح فقالوا القيم الينا ماكره عند ولا تغرب بعض
 نسخ جامع الصغير فانه من عبارة الشراح فالجواب ثبت
 عند التحقيق النسب الى الامام لصحة النكاح بالاكراه ولو
 سلك تعقيد العبارة المتأخرين فانما هو في النكاح في التويل
 وتوكيل بالطلاق فقد اختلف ائوال الفقهاء فيه ولم يوجب
 في توكيل النكاح فثبت بما ذكر عند من له بصيرة عدم افتقار
 النكاح في امثال هذه الصور عند احد من الائمة

والله اعلم بالتواب واليه المرجع والمآب



تردید المنزلین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مُحَمَّدٌ وَآلِهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ

چونکہ قادیانی مذہب کے وہ دلائل جو کہ عام طور پر جمع میں پیش کئے جاتے ہیں جن پر اس گروہ کو فخر ہے۔ انجن احمدیہ قادیانی کے اپنے ٹریکٹ میں شائع کئے ہیں۔ ہم جناب محمد بخش صاحب سیکرٹری انجن تالپہ اسلام لاہور کے جوابات کی نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ ناظرین ان کے مسئلہ سے مطلع رہیں۔ (از ایڈیٹر)

برادران اسلام انجن احمدیہ قادیانی نے ٹریکٹ نمبر ۱۱۱ شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ اسلام کے تمام فرقوں میں سے صرف احمدی (یعنی مرزائی) فرقہ ہی ناجی ہے۔ چونکہ یہ دعویٰ بالذیل ہے۔ و نیز مرزا صاحب کے خلیفہ ثانی میاں محمود صاحب کے برخلاف ہے۔ جنہوں نے لکھا ہے کہ ہماری جماعت نئی ہے اور پھوڑی ہے۔ اس اقرار سے ثابت ہوا۔ کہ احمدی جماعت ہرگز ناجی نہیں۔ کیونکہ یہ اسلام سے تیرہ سو برس کے بعد عرصہ کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دین میں کل نئی چیزیں بدعت ہیں۔ اور ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت فی النار ہے دیکھو صحیح مسلم **فَإِنْ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْأَهْلِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْتَدَاتُهَا وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے احمدی جماعت کا بدعتی اور فی النار ہونا اظہر من الشمس ہے۔ کیونکہ ان کے خلیفہ نے خود لکھا ہے جسکی بعینہ عبارت یہ ہے۔

محض نور خالی چونکہ ہماری جماعت نئی ہے اور تعداد میں بھی دوسری
جماعتوں کے مقابلہ میں کم ہے (جو کہ پوائیڈریس جو سربراہوں کی طرف
سے شہزادہ ویلز کو دیا گیا)

جب احمدیوں کے اپنے اقرار سے انکا بدعتی ہونا ثابت ہے۔ تو ان کے
غیر ناجی ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا۔ مولوی المدوۃ نے لاہوری احمدی
جماعت اور دیگر احمدی جماعتوں کو بھی ناجی نہیں کہا۔ شکر ہے کہ
مولوی صاحب نے خود ہی ایک حدیث لکھ دی ہے۔ اب ہر عقلمند کے لئے
فیصلہ آسان ہے۔ اور ہم اس حدیث سے ثابت کر دیں گے۔ کہ قادیانی
جماعتیں یقیناً اس حدیث کے رو سے جہنمی ہیں اور وہ حدیث یہ ہے
إِنَّ بَنِي إِسْرَءِيلَ نَفَقُوا عَلَىٰ أَثَدَ. رَبِّ سَبْعِينَ مِائَةً وَفَقَرُوا عَلَىٰ ثَلَاثِ
وَسَبْعِينَ مِائَةً كُلُّهُمْ فِي أَسْرٍ لَا يَمْلِكُ لَهُمْ أَحَدٌ قَالَ وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
قَالَ مَا أَدَا عَلَيْهِمْ فَاصْحَابِي (ترمذی جلد ۲ ص ۸۷) ترجمہ تحقیق بنی اسرائیل
۳۲ فرقوں پر تقسیم ہوئے۔ اور میری امت ۳۷ فرقوں پر تقسیم ہوگی۔
سب فرقے دوڑنے میں جاسن گئے۔ صرف ایک ہی فرقہ نجات پائیگا۔ صحابہ
کرام نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ وہ کون سا فرقہ ہے۔ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس طریق پر میں ہوں۔ اور میرے اصحاب ہیں
یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے۔ کہ صرف وہی ایک فرقہ
ناجی ہے۔ جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ اب جس قدر فرقے اسلام
میں ہیں۔ سب کا دعویٰ یہی ہے۔ کہ ہم ہی وہ ناجی فرقہ ہیں۔ چنانچہ
مولوی المدوۃ صاحب نے بھی لکھا ہے۔ کہ وہ ناجی فرقہ احمدی جماعت
کا ہے۔ اور اس کے علاوہ سب کو جہنمی فرماتے ہیں۔ اس واسطے
اسی فرقہ پر بحث کی جاتی ہے۔ اور ثابت کیا جاتا ہے۔ کہ احمدی (ترمذی)
جماعت فرقہ ناجیہ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان کے اپنے اندر کئی

نبیائیں بن گئیں ہیں۔ لاہوری جماعت جو مرزا صاحب (عظام احمد قادیانی) کو نبی نہیں مانتی۔ اور وہ جماعت جو مرزا صاحب کو کامل نبی اور صاحب شریعت ہی مانتی ہے۔ گنا چوری چاسکت جو مولوی عبد النطیف صاحب کو نبی اور رسول و امام مہدی یقین کرتی ہے۔ میان نبی بخش ساکن مہراچھ متلع سیالکوٹ کی جماعت جو میاں نبی بخش کو نبی مانتی ہے۔ مولوی محمد سعید صاحب قمر الانبیا کی جماعت۔ قاضی یار محمد کانگریسی کی جماعت عبد اللہ تیما پوری کی جماعت غرض کہ یہ تمام احمدی کہتے ہیں۔ اور یہ ایک دوسرے کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ لاہوری جماعت قادیانی جماعت کو یہ سبب منکر ختم نبوت اور مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرنے کے اسلام سے خارج سمجھتی ہے۔ اور قادیانی جماعت یہی جماعت کو یہ سبب انکار نبوت مرزا صاحب کے کافر جانتی ہے۔ ایسا ہی دوسری جماعتیں اپنی اپنی مخالف جماعتوں کو کافر سمجھتی ہیں۔ حالانکہ سب مرزا صاحب کے مرید ہیں پس مولوی الدردہ صاحب جواب دیں۔ کہ کیا یہ سبب جماعتیں اس حدیث کے رو سے ناجی ہیں۔ اور ما افا علیہ واصحابی والے مبارک گروہ میں سے ہو سکتی ہیں؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ کیوں کہ مرزا صاحب کے مرید ہو کر وہ ہرگز ہرگز اس مذہب پر نہیں رہے جو مذہب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کا تھا۔ بوجہ تذل بلکہ مرزا صاحب ادیان کے مریدوں نے یہود والے کام کئے۔ اور صراط مستقیم سے بہت دور ہو گئے

اول مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر و استبداد کے دشمن کو ایک بدلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں (غیمہ انجام اتھم حث) جیسا کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے انکار کیا۔ ویسے ہی مرزا صاحب

اور اُس کے مرید کرتے ہیں۔ مولوی المددنا صاحب جواب دیں کہ کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی ہتک کی۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام انتہم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی کہ ہے۔ جن کی قرآن شریف نے بدین الفاظ تریف کی ہے وَجِئْهَا
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ کیا کبھی کسی صحابی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان
میں ایسے گندے الفاظ کہے جو مرزا سنے کہا۔ کہ وہ کنجریوں سے میل جول
رکھتا تھا۔ حرام کی کمائی کا عطر اپنے پیروں پر ملواتا تھا۔ (مغوذ باللہ)
اُس کی تین وادیاں و نائیاں خرام کا رزائیہ تھیں۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر مرزا
صاحب اور اُن کے مرید آقا۔ اٹھاجی کی شرط سے باہر ہیں۔ اور
ہرگز اُن میں فرقہ ناجیہ کی علامتیں نہیں۔ اور نہ فرقہ ناجیہ ہو سکتے ہیں۔
دوہم مرزا صاحب نے قرآن شریف کو چھوڑ کر اپنے کثوف والہات
پر عمل کر کے اپنی جماعت الگ بنائی اور نہایت شوخی اور گستاخی سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی۔ اور لکھا کہ اب میری بیعت
میری تقلید اور میری وحی کو خدائے مدارجات ٹھہرایا۔ لا حول ولا قوۃ اس
لئے مرزا صاحب "مانا علیہ" و صحابی کے پاک گروہ سے خارج ہو گئے
اپنے کشفوں اور العاموں کو قرآن شریف کی مانند خطائے پاک زعم
کیا اور لکھا ہے

آنچہ من بشنوم زوجی خدایا بخدا پاک دانش ز خطا
بہجو قرآن منزہ اش دانم از خطا ہا ہمیں است ایمانم
یعنی جو کچھ کہ میں سنتا ہوں۔ خدا کی وحی سے۔ خدا کی قسم اس اپنی
وحی کو خطا اور غلطی سے پاک جانتا ہوں۔ اور قرآن کی مانند اسکو خطا سے
پاک یقین کرتا ہوں۔ حالانکہ مرزا صاحب جو کچھ کہتے ہیں اس میں
شرک اور کفر ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب اور صحابہ کرام

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقاید کے برخلاف ہیں دیکھو۔ ذیل کے کثوف والہامات :-

«الْقَدْ اَمَّا امْرُؤٌ اِذَا رَفِثَ شَيْئًا اَنْ يَقُولَ لَكِنْ فَيَكُونُ سِجْلُهُ
يَعْنِي اے مرزا اب تیرا مرتبہ یہ ہے۔ کہ جس چیز کا توارا وہ کرے۔ اور
صرف کہے۔ کہ ہو جا۔ تو وہ چیز ہو جائے گی (حقیقۃ الوحی ص ۱۳۵)
(ب) اَنْتَ مَيِّ بِمَنْزِلَةِ بَرُوْزِیْ یعنی اے مرزا تو ہمارا بروز یعنی اوتا
ہے (تجلیات الہیہ ص ۴۳)

(ج) میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ خود خدا ہوں۔ اور یقین کیا۔ کہ
وہی ہوں۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں ہو گیا۔ اور میرا غضب اور
علم اور تلخی اور شرمینی اور حرکت اور سکون سب اُسی کا ہو گیا۔ اور اس
سلطنت میں میں کہہ رہا تھا۔ کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین
چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا
کیا۔ جس میں کوئی ترتیب و تفریق نہ تھی۔ پھر میں بیشاؤ حق کے موافق اُس
کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا۔ کہ میں اُس کی تخلیق پر قادر ہوں
پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔ کہ (اَیْنِہُ کَلَامَاتِہُ) سلام معتمد مرزا صاحب
ص ۱۲۵ و ۱۲۶ پر :-

اے مولوی قاضی صاحب فرہہ انصاف اور عقل و ہوش سے جواب
دو۔ کہ کبھی عاجز انسان بھی خدا ہو سکتا ہے۔ اور خالق زمین و آسمان
ہو سکتا ہے۔ اور واجب الوجود ہستی ممکن الوجود ہستی فانی وجود مرزا صاحب
میں تمیز کر کے بتا دینی بروز ہو سکتی ہے۔ خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر
جواب دینا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں
سے بھی کسی کا ایک مذہب تھا۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر آپ نے کیسے
ملا لیا۔ کہ احمدی فرقہ آقا علیہ السلام کے حق میں سے ہے

کسی اھلبائی نے کہیں فرمایا کہ مجھ کو اللہ نام ہوا ہے۔ انت مہی بکنزلہ علیہ السلام
(حقیقۃ الوحی ص ۸۶) انت مہی مارینا وھم مہی قتل اے مرزا تو ہمارے پانی
یعنی نطفہ سے ہے۔ اور وہ لوگ خشکی سے (الرعیین شبر سہ ص ۳) حلالانہ ایسے
السلامات قرآن شریف کے برخلاف ہیں۔ اور شرک کی نجاست سے بھرے
ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانَتِ الْيَهُودُ عَنِ ذِيْنِ الْاٰتِ
وَكَانَتِ الْنَصَارَى الْبَٰسِطِیْنَ اِنَّ اللّٰهَ ذٰلِكَ قَوْلُھُمْ رِیَاضًا لِّھُمْ
قَوْلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلِہِ۔ ترجمہ یہود کہتے ہیں۔ کہ عزیز اللہ کے بیٹے
ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں یہ اُن کے منہ کی باتیں
ہیں۔ بلکہ ان کا فرد کو جو ان سے پہلے ہو گئے ہیں (التوبہ) کیا
رسول الصلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کا یہی مذہب تھا ہاں اگر کہیں اور
یقیناً نہیں تو احمدی۔ ما انا علیہ و اھلبائی کے مذہب پر ہے
اور نہ ہی وہ ناجی ہو سکتی ہے۔

اور نہ ہی وہ باجی ہو سکتی ہے۔
سوم مرزا صاحب اور ان کے مرید حضرت علیؑ علیہ السلام کے
نزول از آسمان کے منکر ہو کر مانا علیہ و اصحابی سے خلیج جو
کرمیات مسیح سے انکار کرتے ہیں۔ اور بدعتی نزول کے متعقد ہیں۔
حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا اور جل است کا
ظہار حیات مسیح پر اور اصول نزول پر ہے۔ بلکہ ایسا متفق علیہ
عقیدہ تھا۔ کہ مرزا صاحب خود بھی پہلے اسی عقیدہ پر تھے چنانچہ برائین
احمدیہ میں اب تک لکھا ہوا ہے کہ :-

احمدیہ میں اتنا دکھا ہوا ہے :-
جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ساتھ
سودین ہندوستان جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائیں گے اور ان کے ساتھ
اسی واسطے مولوی محمد حسین ثباوی نے اس کتاب پر یہ دیوچ کیا تھا۔ اور

مولوی احمد رضا صاحب نے نین معیار جو لکھے ہیں۔ کہ ان معیار کے
رو سے احمدی فرقہ ناجید ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ ذیل میں ان کے ہر ایک
معیار کا جواب ملاحظہ ہو۔

معیار اول عقائد کے لحاظ سے فیہ انہ کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بیان فرمائی **هُوَ الَّذِي أَنزَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَاهَرَ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَهُوَ كَرِيمٌ** (الصافات) ترجمہ ہم نے رسول پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے۔ تاکہ اُسے تمام ادیان پر غالب کرے۔ اگرچہ مشرکین اُسے ناپسند ہی کریں۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ کہ محمد مصلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور عقائد کی یہ علامت ہے۔ اور وہ دیگر ادیان باطلہ پر غالب آوے اور دوسرے مذاہب ان کے سامنے مغلوب ہو جاتے ہیں۔ الخ

جواب یہ معیار خود ہی مرزا صاحب کے مذہب کا بطمان کر رہا ہے کیونکہ یہ آیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے۔ اور تاریخ نشاوت دینی ہے۔ کہ اسلام محمدی تمام ادیان باطلہ پر اسو برس سے اپنی خوبیوں کے حسب غالب آتا رہا۔ مگر مرزا صاحب کوئی دین بہتین لائے۔ اور نہ کوئی چاربت نامہ لائے۔ اور وہ اس آیت کے

مصدق ہرگز نہیں ہو سکتے کہ وہ خود لکھتے ہیں۔

۵۔ من یستم رسول و نیا وردہ ام کتاب

کہ میں نہ رسول ہوں اور نہ کوئی کتاب لا ہوں۔ مرزا صاحب نے اسلام کے صانع چشمہ توحید میں شرک و کفر کی جاسم اپنے کشفوں اور الہاموں سے ڈالکر قادیانی اسلام پر غالب آتے ہیں۔ یہ ناپاک جھوٹ ہے کہ احمدی ہر ایک بحث میں مخالفین پر غالب آتے ہیں۔ ذیل کے واقعات اس جھوٹے دعوے کی تردید کرتے ہیں۔

مرزا صاحب نے عیسائیوں سے مباہلہ کیا۔ اور ایسے مغلوب ہوئے کہ عبد السمیع عیسائی کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے یہ قدرت سے اُن کو ذلیل کیا۔ کہ جب عبد اللہ نہ مرا اور پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ جس میں مرزا صاحب نے خود اقرار کیا۔ کہ اگر عبد السمیع عیسائی میعاد کے اندر نہ مرا۔ تو میں جھوٹا ہوں گا۔ اور میرے نکلے میں رستہ ڈالا جائے اور پھانسی دیا جائے۔ جب عبد اللہ آتھم میعاد کے اندر نہ مرا۔ تو مرزا صاحب کی وہ ذلت ہوئی۔ اور عیسائیوں نے عبد اللہ کو ہاتھی پر بٹھا کر شہر امرتسر میں بھرایا۔ اور فتح اور نصرت کے نعرے لگائے۔ اور اسلام کی بھی ہتک کی۔ کیونکہ مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کو اسلام کی صداقت کا معیار مقرر کیا تھا۔ اور لکھا تھا۔ کہ

پیشگوئی کا جو انجام ہو یہاں ہوگا

کوئی یا جائیگا عزت کوئی رسوا ہوگا

پس جب مرزا صاحب کی ذلت اور عیسائیوں کی عزت ہوئی۔ تو مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہوئے۔ مگر یہ جیانی سے کہا جاتا ہے کہ ہر میدان میں عزت یافتہ پاتے رہے ہیں۔ حالانکہ ہر ایک میدان میں شگست کھاتے ہیں۔ مرزا صاحب کی تمام عمر وفات مرع ثابت کرنے میں گزری

مگر نامراد ہی رہے۔ کسی قرآن کی آیت اور نہ کسی حدیث نبوی سے ثابت کر سکے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نبوت وارد ہو چکی ہے۔ ہاں یہ لیک جلاوطن و لیل پٹن کرتے ہیں۔ جیسا کہ ٹرک نمبر ۶ میں آپ کے مرزا صاحب کی زلیات

میں سے ایک نقل نقل کی ہے۔ مگر بد خویشی رب را ندانند این فضیلت را
 مسیح نامہری را تا قیامت زندہ می بینند مگر بد خویشی رب را ندانند این فضیلت را
 یعنی مسیح کو قیامت تک زندہ مانتے ہیں۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فضیلت نہ دی۔ ان جاہلوں سے کوئی پوچھے۔ کہ مرزا صاحب نے اس زندگانی و حیات دنیا کی فضیلت کیسے سمجھ لیا۔ قرآن شریف اور احادیث میں تو حیات دنیا کی کچھ قدرت و منزلت نہیں۔ صرف عیسائیوں کے ڈکوسلوں کی نقل کرتے ہیں۔ اور وَلَاحِقُكَ خَدُّكَ مِنْ الْكَاذِبِ۔ وَمَا حَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا كَمُوهٍ وَكَعَفْفٍ ط قرآن شریف کی عاقبت کر کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک جانتے ہیں۔ حالانکہ یہ حیات ایک قید ہے۔ اور جو شخص فوت ہو جاتا ہے۔ وہ اس منزل دار فانی سے خلاصی پاکر دار البقا میں چلا جاتا ہے

ع نشید ہرگز نہ بخیر و تمام شد
 پس دنیاوی زندگی کو فضیلت دیتی اور عاقبت کی حیات دینی کو باعث ہتک سرور و عالم کہنا نہایت درجہ کی جہالت ہے۔ پس یہ بالکل ناپاک جھوٹ کی تجااست کھائی ہے۔ جو عیسائیوں کی طرح کہا جاتا ہے۔ کہ جیسے افضل ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ کیونکہ وہ زندہ ہے۔ اور حضور علیہ السلام فوت ہو گئے۔ حالانکہ جو فوت ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی شان زل دنیا کو طے کر جاتا ہے۔ اور جب تک انسان زندہ ہے۔ رنج و تکالیف کے پھندے میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ ہرگز افضل نہیں ہو سکتا۔ مرزا صاحب نے کیونکہ وہ مر گئے۔ اور اللہ و ملا زندہ ہے۔ اور یہ بھی بالکل غلط اور دو قلو کے برخلاف ہے۔ کہ صحیح مقابلہ اور غلبہ بعد نیوں کے ہوتا ہے

علائیہ مولوی محمد نور افضل ہے

بعد ایسا شخص گسٹرح عیسائیوں کا مقابلہ کر کے امیر غالب آسکتا ہے جس کے اپنے اندر یہ گندہ عقیدہ - - کہ خدا نے مرزا صاحب کو فرمایا - اَنْتَ مِثْلِي بِمَنْزِلَةِ وَلَدِي (تو جیسے اے مرزا - تو ہمارے بیٹے کی جابجا ہے - اور مرزا صاحب کا دعویٰ ہے - کہ میں مثل مسیح علیہ السلام ہوں - اور عیسائیوں کے اعتقاد میں خدا کا بیٹا ہے - جب مرزا صاحب کو خدا نے بمنزلہ ولدی کہا - تو عیسائیوں کا ولد اندہوتا مرزا صاحب کے الہام سے ثابت ہو گیا - کیونکہ اس الہام شیطانی کے اس وسوسہ سے حضرت عیسے کا ابن اندہوتا ثابت کر دیا - ایک مرزائی کسی عیسائی سے کیا خاک بحث کر سکتا ہے - جب مرزائی عیسائی کو کہیں گے کہ آپ مشرک ہیں - کہ خدا کہے - - جو بزرگرتے ہیں - اور اعتقاد رکھتے ہیں - کہ آپ مرزا صاحب کا کو ابن اندہوتا مانتے ہیں - اور پھر غضب یہ کرتے ہیں - کہ مرزا صاحب کو خدا صلیبی بیٹا مانتے ہیں - دیکھو الہام مرزا صاحب اَنْتَ مِثْلِي قَائِدًا وَهُمْ مِثْلِي فَتْلًا (اور بعین نمبر ۲ ص ۲۷۷) تو مرزائیوں کے پاس اس کا جواب کوئی نہیں ہو سکتا - پس مرزائی ہمیشہ مغلوب ہی رہینگے - اور آریہ سماجیوں سے بھی بحث نہیں کر سکتے - کیونکہ مرزا جی کو کرشن جی کا اوتار بھی مانتے ہیں (دیکھو لکچر سیا لکھ و سپریم) پیٹے مرزا صاحب نے ہامدیہ و دیوگی کے گھر گھر میں جنم لیا - اور پھر دیوان جو کہ تناسخ ہے - جھوٹ بول کر اور دھوکہ دیکر جو چاہو لکھو - آپ اختیار ہے - مرزا صاحب تو اپنے الہاموں سے جھوٹے ہیں - کہ ان کے الہامات شیطانی و سادس ثابت ہوتے ہیں - کیونکہ وہ قرآن اور حدیث کے برخلاف ہیں - مرزا صاحب کو الہام ہوا - کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے - اور وعدہ کے موافق اُس کے رنگ میں ہو کر آیا ہے - بموجب اصول اسلامی اس الہام کی تصدیق و تطبیق قرآن و حدیث

سے کرتی چاہیے تھی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے
صحابہ نے اس آیت سے مسیح پر نہ کا وار د ہونا نہیں سمجھا۔ اور نہ دوسرے
مسلمانوں کو جو قرون اولیٰ کے تھے سمجھایا عین ابن عباسیہ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مَوْلَى أَهْلِ الْكُتُبِ لَا يَكُونُ مَيِّتًا
قَبْلَ مَوْتِهِ قَالَ حُرْمِزٌ عَنِ عِيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ الحديث رواه الحاكم في المستدرک
قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنه سے روایت ہے۔ کیا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر ضرور ایمان لائے گا ساتھ اس کے پہلے
موت اس کی کہ۔ کہا ابن عباس نے مراد اس سے نکلیا عیسے علیہ السلام
کا ہے روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا کہ۔ یہ ہے اوپر بشرط شیخین کے
عبداللہ بن مسعود سنن ابن ماجہ مصری جلد ۱ صفحہ ۱۰۸ پر عبد اللہ بن مسعود
سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں
مہراج کی رات ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ سے ملا۔ اور قیامت کے متعلق
ذکر فرمایا۔ پہلے ابراہیم سے دریافت کیا کہ اعلیٰ فرمائی پھر آخر میں یہ ابراہیم
عیسیٰ علیہ السلام پر ڈال گیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ اسل حمل تو خدا کے
سوا کسی کو نہیں۔ مگر میرے ساتھ اللہ نے وعدہ کیا ہے۔ کہ جب دجال
نکلے گا۔ تو میں نازل ہوں گا۔ اور اس کو قتل کرواؤں گا۔

عن ابی ہریرۃ قال قال والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم
ابن مریم حکما عدلا فی کسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ
و یفیض المال حتی لا یبقی احد و نکون المسجدا الواحدۃ خیرا من الدنیا
و ما فیہا ثم یقول ابوہم یرۃ فاقروا ان سلتم و ینزل من اهل الکتاب
الاکیو منین یہ قبلی مؤتمہ الآیۃ ترجمہ روایت ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس وقت

کی ایک حصہ میں میری بان سے تھکتی تھکتی تم میں سے بیٹے میرے
 حصہ ایکہ جاگ ادا دل ہوں گے۔ میں تو اپنے صلیب کو اور قتل کر رہے تھے جنہوں کو
 اور بہت ہو گا ماں یہاں کہ نہ تو قتل کرے گا۔ اسکو کوئی اور ایسا بہتر ہو گا
 ایک سچہ دنیا سے اور بہتر سے کہ دنیا میں ہے۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے
 ہیں۔ کہ اگر اس میں یہ سچہ ہو۔ تو پھر جو قرآن کی آیت کہ نہیں کوئی لکھ لکابہ
 میں سے مگر وہ ایمان لائے گا۔ اس میں پہلے پہلے میں نے اور ان پر سستی
 گواہ ہوں قیامت کے دن۔ وہ ثابت کی بخلائی و مسلم نے (مظاہر حق)
 مرزا عیاض نے اس الہام کو قرآن شریف کے ساتھ مقابلہ نہ کیا۔ اور
 بغیر تصدیق قرآن شریف کے قرآن اور احادیث کے بھٹا اور بھٹا کر کے
 کے مخالف قرآن میں تحریف کر دی۔ اور قرآن شریف کی آیات میں
 تضارب کیا۔ اور یہ
 غلط اور الٹے معنی میں
 لکھی جاتی ہیں۔ تاکہ مرزا عیاض کا ما انا علیہ و اصحابی کے بھٹا
 ہونا ثابت ہو۔

پہلی آیت جس سے حیات میں ثابت ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ السلام اور صحابہ کرام کے برصوف و وفات میں یہ روایت کرنا وہ آیت ہے
 یا علیٰ سنی انی شرفاء و ارجاء الیٰ و صراطہم من الذین کفر و اذہا علیٰ انھن
 شوق توفیٰ ہذا کفر و اذہا الیٰ و صراطہم من الذین کفر و اذہا علیٰ انھن
 آج کے وفات دینے والے ہیں۔ اور کفر و کفر کے ساتھ یہ صراطہم من الذین کفر و اذہا علیٰ انھن
 کا فہم کیا ہے ان کے بیان کرنا یہاں۔ اور تیرے یہ ہیں کہ یہ
 سکر میں برقیات تک علیہ و صراطہم من الذین کفر و اذہا علیٰ انھن
 مرزا عیاض نے خود ترجمہ کیا ہے۔ کہ ایسے ہیں میں سے وفات
 دینے والے ہیں۔ یہ تو وعدہ وفات ہے۔ اس سے وفات کا ترجمہ

طرہ و جو جانا ہرگز ثابت نہیں۔ کیونکہ وعدہ اللہ اکبر ہے۔ اور وعدہ کا پورا
 ہونا ایک امر ہے۔ یعنی وفات کا وعدہ بھی ثابت کر رہا ہے کہ شیخ پر
 موت وارد نہیں ہوئی۔ مرزا صاحب نے اس آیت کے تحت اور بقیہ غلط کر کے
 ایسا قانا علیہ و آلہ وسلم سے نہ ہوا۔ ات کر دیا۔
 اور کثیر الحال ہے کہ اگرچہ وہ ان کے الفاظ سے ملے ہوئے ہیں
 ان صحیحہ علیہ السلام کی فائدہ دہی ہوئی ہے اور وہ جملہ اہل بیروت
 الی الخ و ایضا علیہ و آلہ وسلم کا نہ راستہ تھیں و ان لم یضرب
 بل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجذیہ ویدعو الناس الی
 الاسلام فیہک اللہ فی زمانہ السیم الدجال و تقم الامنة علی اهل کثر
 حتی ترحی الاسود مع الابل والنفوس مع البقر والذیاب مع الثعم و یلب
 العیسان الحیات لا تضرهم فیکمذ
 علیہ المسلمون (کثرت منہم)

من حدیثوں سے اظہر من الشمس ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور صحابہ کرام کا یہ مذہب تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی تا عریٰ مہمان نازل
 فرماؤ گے جس کا ذکر سورۃ النسا میں ہے۔ پس چونکہ مرزا صاحب قانا علیہ
 و آلہ وسلم کے برخلاف ہندوئی رسول کے عقیدہ ہیں۔ اس واسطے تاہی
 جماعت قانا علیہ و آلہ وسلم سے خارج ہیں۔ بلکہ وہ ان عیسے روح اللہ
 اور تم بتائی ثابت کر رہے ہیں۔ کہ وہ ہی عیسے آسمان کے اترے گئے۔ جیسا
 کہ اجماع امت ہے۔ اور اسی مذہب پر پہلے خود مرزا صاحب بھی تھے۔
 بسیار شنی سی ایک جماعت ہے۔ جو بدو و بعیدہ و جرمی۔ انگلستان۔
 انجیر یا اس حدائے بلند و برتر کی توحید اور رسول پاک کی عظمت پر ہلکا
 ہے۔ پس تمہارا تاف کے رستے بھی ان جماعت الہادیہ ہی وہ
 جماعت ہے۔ جہل و نادانی و کفر و کینہ۔

دوسرے میں فرق کر سکیں

تلاذاتے نہ خود پیش آئے۔ ویک لکھ کر تا بکثرت و شنید تو اعتبار ہو
مثل مشہور ہے "گیا پدی اور گیا پدی" شوربا صحابہ کرام نے تو نبوت کا وہ
کاغذ کر دیا تھا اور سید کذاب کو بعد اُس کی جاہت کے صفحہ سنی
سے نابود کر دیا تھا پس اب بھی وہی گروہ ملافا علیہ و اصحابی ہیں
پس آسکتے۔ افسہ ناجی ہو سکتے ہیں۔

معیار ثالث خدا کی کتاب ایک خزانہ ہے۔ مرنا صاحب کو معارف
قرآن کا علم مل گیا۔ اب یقیناً سیم سلامی فرقوں میں سے وہ فرقہ ناجی ہے
چھپر حقائق قرآن لیسٹ اور تفصیل سے کھولے جائیں۔ مسیح موعود نے
دنیا سحر میں مبتلا کر دیا۔ اور دینا نے اسے سب سے آپ کی صفات
چھپر کر دی۔

الجواب قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہودی تورات کی تفسیر
و معانی اپنی رائے سے کرتے تھے اور جو جو معنی اُن کے اپنے دماغ میں
آتے رہے۔ مسیح سمجھتے اور دوسرے عالموں کو جہاں سمجھتے تھے۔ اسی
موسیٰ علیہ السلام کا قرآن نازل ہوا۔ اور وہ منصوص ہوئے مرنا صاحب کے
معارف قرآن کا پتہ ہے کہ سورہ تحریمہ میں جو عنائن مومنوں کو مریم
سے تشبیہ دی ہے۔ اس واسطے عزرا بیچ مریم بن بیٹھا۔ اور
لکھا کہ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی۔ اور استعارہ
کے رنگ میں مجھ کو عالم ٹھہرایا گیا۔ آخر کئی پہلوئے کعبہ جو میں جہنم سے
زیادہ ہیں۔ بذریعہ اس السلام کے جو سب سے آخر برائے مریم احمدیہ
کے چھ چارم ملت میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بتایا گیا
رستی روح صلیبی پس اسطور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ پھر اسی
صفحہ کی سطر ۱۱ پر حقائق قرآنی اس طرح درج ہیں۔ فتیحات الخافض

الْبَحْدَمُ الْخَلْفَةُ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ مَحَلٍّ وَكُنْتُ نَسَاءً مَنَسِيًّا لَيْسَ
بِهَرِمٍ كَوَجْهِ رَأْسٍ عَاجِزٍ اَيْسَ ۝ اسے ہے ویروزہ تہہ کھجور کس طرف
لے آئی۔ یعنی عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا
جن کے پاس ایمان پھیل نہ تھا۔ جنہوں نے تکفیر و توہین کی۔ اور گمراہیاں لیں
اور ایک طوفان برپا کیا۔ نبی مریم نے کہا۔ کہ کاش میں اس سے پہلے مر
جاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہا و اَلْهَمْ لَمْ تَكُنْ تَوْحِ صَاحِبِ مَرْزَا صَاحِبِ
مَوْلٰی اَللّٰہِ وَ تَعَالٰی کہ کیا یہی حقائق و حقائق مرزا صاحب
کو دیئے گئے کہ اول مرد تھے پھر عورت ہو گئے۔ پھر اُن کو حیض آنا شروع
ہو گیا۔ اور پھر وہ حیض سے بچہ بن گئی۔ جیسا کہ اَلْکَامِلِیٰم ہے یُوْمُ دُونَ
اَنْ یَّدْرُوْا مَشْدُوْدَ ۝ (۱) پھر مرزا صاحب میں عیسے کی روح پھونکی

گئی۔ اور پھر میعاد اہ کے بعد بچہ پیدا ہوا۔ اور ویروزہ ہوا۔ اور
تہہ کھجور کے پاس اُن کو لے آئے۔ کیا کلام الہی کی یہ توہین نہیں ہے۔
کہ ابے ایسے گزے خیالات خلاف قانون قدرت سے تفسیر بالرائے
کی جائے اور غیر مناسب والوں کو ہنسی کا موقع دیا جاوے۔ مولوی اَللّٰہِ و تَعَالٰی
صاحب یہ فرمادیں کہ مرزا صاحب کو حیض کس راستہ سے آتا تھا۔ اور کس
راستہ سے اُن کے اندر عیسے کی روح پھونکی گئی۔ اور کس بچہ دانی میں
بچہ پرورش پاتا رہا۔ اور کس راستہ سے ۹ ماہ کے بعد باہر نکلا۔ اور یہ
بھی فرمادیں۔ کہ اس طرح تو مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مائیں
ثابت ہوئے۔ کیونکہ مرزا صاحب نے عیسے جنا۔ مگر مرزا صاحب تو مرد تھے
یہ خیالی پلاؤ اور زبان تمام غلط ہوا۔ کیونکہ مرزا صاحب ابن مریم ثابت
نہ ہوئے۔ اور اپنا تمام کہیں مرزا صاحب کا خود بگاڑ دیا۔ کیونکہ بچے ابن مریم
ہونے کے آدم مریم ثابت ہوئے۔ اس قسم کے حقائق و معارف پہلے
نواب واجد علی شاہ صاحب، امام الکونین کے سامنے لائے تھے۔ نہ صرف

ہے۔ کہاں خیالات فاسدہ کا مارا ہوا رہے تھے۔ اور نہ ہی مسجد موجود ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔

یہ بالکل غلط ہے۔ کہ مرزا صاحب نے علماء کو برکت خریدا۔ خاب قافی
طوف الدین صاحب مرقوم پر ویسے اور مثل کاٹنے سے مرزا صاحب کے احتجاجی قصیدہ
کا جواب لکھا۔ تو مرزا صاحب چپ رہ گئے۔ مولانا ابوالخیر علی صاحب روحی پروفیسر
اسلامیہ کالج لاہور نے جواب لکھا۔ مولوی تنویر صاحب امیر شہری خود خاص
قادیان میں تشریف لے گئے۔ مگر مرزا جی ایسے دیکے کہ میرے پاس نہ نکلے
علاوہ زماں قطب و وزان حضرت خود جو سید میر علی شاہ صاحب مسند اہل
کونہ شریف کے بالمقابل قرآن کریم کی تفسیر بمقام لاہور رکھنے
کا وعدہ کیا۔ لیکن تاریخ مقررہ پر حضرت شاہ

پہنچے۔ مگر مرزا جی نہ آئے۔ اور یہاں یہ۔۔۔ میر صاحب کے ساتھ میری
سیحان میں۔ جن سے مجھے جان کا خطرہ ہے۔ حالانکہ یہ بھی ان کے
الہام کے برخلاف تھا واللہ یخضعہ میں خدا نے ان کو خوشخبری دے
رکھی تھی۔ کہ میں تیرا محافظ ہوں۔ تجھ کو کوئی ہلاک نہیں کر سکے گا۔
صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیچھے رسول تھے۔ لہذا اسی خدا کی
وعدہ کے بعد آپ نے پہرہ اٹھا دیا۔ مگر مرزا جی چونکہ اپنے دعوے
میں کاذب ہیں۔ اور پیچھے رسول نہیں۔ لہذا ڈر گئے۔ اور حضرت شاہ صاحب
کے سامنے لاہور میں نہ آئے۔ پیچھے اور جھوٹے رسول میں یہی توفیق
ہے۔ کہ جھوٹے کو اپنے الہام اور خدا پر یقین نہیں۔

اخیر میں دعا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو میلہ پرستی سے
محفوظ رکھے۔ اور کاذب مدعی نبوت و رسالت پیر وی سے بچائے
اور صراطِ مستقیم اسلام ماما علیہ و اوصالی پر قائم رکھے
کیونکہ ایسے کذاب اشتیاق کی نسبت مولانا دوم نصیحت فرمائے ہیں

اے بسا ابدال و بسا دوم ہر شے
 پس بہر دستے نہاید و از دست
 یعنی نہایت سے انسان نسکل اور شجر کی صورت برے ہیں پس ہر ایک
 کے ماتھے میں علامت نہ دینا چاہیے۔

محمد بخش

عزل

ساقیا بیخود ہر شے نہاد مجھ کو	جام اک بادۂ عرفان کا پلاؤ
جلوہ عارض پر نور دکھاؤ مجھ کو	دولت دید کا اک
اے خضر راہ مدینہ کی بناؤ مجھ کو	لے جاتا ہے مجھے جوش
عسبرین زلفوں کی بو آج نگہاؤ مجھ کو	قلعے سے مجھ کو بخش میں آفاقہ نہاؤ
لب جان بخش سے تم کہے جلاؤ مجھ کو	اے مستحبات وقت کے کیا پروردہ
روحہ پاک کا دیدار دکھاؤ مجھ کو	قصر حیات کی عمارتیں دل میں جلاؤ
آج کا صدہ تجھ کو لبو نیز دم ہے	
یا ہی شہرت دیدار پلاؤ مجھ کو	

(ایضاً خفا علیہ سب صائب)

آج

این شرف آل آدم واده غریبیا
 چتر چار لیسری که چرخ شد بوی تو
 زانکه که قدا فرستی دحد خرو چمنی
 از آفتاب رو تو روشن زمین نهی
 حق که در کمال و جالت نظر نهی
 دین تو را سنج است و کتابی تا سنج است
 محبوب در گبی و یقرب المسمی
 و منزل و فی قندی زمبیده
 علم اذل بعلم آبه منکشف
 احوال امت نیمه قار و کایک
 جز بر شفا خست بود اعتماد اول
 هر کس و بیله نام تو دار و بصیرت
 آدم بهشت بهشت لپی و دین خست
 بود است عرق بحر خیالت خلیل حق
 یوسف صبح پیش طاعت نعم زهد
 موسی کوه طور لقاء تو خواسته
 عیسی سر نیاز به سود و برورت
 یارب بنجاک پادشاهت گناهش
 ای شاه تاج بقصد این غلام تو
 هر کس غلام شاه علی را غلام شد

تاریخ الحجاز

حضرت عبداللہ بن عمر رضی

حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عمر بن الخطاب کے بیٹے تھے۔ ابھی وہ بالکل بچے تھے۔ کہ حضرت عمر مشرف باسلام ہوئے۔ روایت تو یہ ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عمر سے پیشتر یہ شرف حاصل کر چکے تھے۔ لیکن صحیح روایت یہ ہے۔ کہ وہ بھی حضرت عمر کے ساتھ اسلام لائے۔ چنانچہ حضرت عمر نے اپنی فطرتی شجاعت اور ان کا اعلان کیا۔ تو ان کی زبانی نافع تاریخ جو کہ ہے کہ جب حضرت عمر نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے لوگوں سے پوچھا۔ کہ اہل مکہ میں کون شخص ایسا ہے۔ جس کے ذریعہ سے خبر عام طور پر شائع ہو جاتی ہے۔ لوگوں نے جمیل بن ابی الجحیٰ کا نام لیا۔ چنانچہ حضرت عمر نے نکلے۔ اور ان کے پیچھے میں بھی چلا۔ میں اس وقت اگرچہ بچہ تھا۔ لیکن جو کچھ دیکھتا تھا۔ سمجھتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنہیں کے پاس آئے۔ اور اس کو کہا کیا تم کو خبر ہے۔ کہ میں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس نے کچھ جواب نہیں دیا۔ اور اپنی چادر کھینٹا ہوا اٹھ کھڑا ہوا میں اور حضرت عمر اس کے پیچھے پیچھے تھے جیل مسجد کے دروازے پہنچا ہوا کہ گروہ ویشی! عمر مذہب سے برگشتہ ہو گیا۔ ان عمر کو مبارک حضرت عمر نے فرمایا۔ تم مجھ کو کہتے ہو۔ میں اسلام لیا ہوں۔ بہر حال حضرت عبداللہ بن عمر کے بون کا زمانہ کفر کی بنیاد سے پاک رہا۔ اور بالکل یقین ہی کے زمانہ میں ان کو مغنیہ مراد ملا۔

چونکہ انہوں نے حضرت عمرؓ سے پیشتر ہجرت کر دی تھی۔ اس بنا پر بعض راویوں نے اس مقدم کی نسبت خود ان کے اسلام کی طرف کر دی مگر تقدم فی المعزۃ بھی ایک بہت بڑی اہمیت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ایک زندگی کے ابتدائی واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے شاندار منظر کا اثر ان کے رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا۔ چنانچہ جب بدر کی لڑائی پیش آئی۔ تو ان کا سن ۱۳ برس کا تھا۔ لیکن انہوں نے اسی سن میں ہی شریک جنگ ہونے کی آمادگی ظاہر کی۔ لیکن رسالت پناہ نے انکار کر دیا اسی طرح جنگ احد میں ان کا سن ۱۴ سال کا تھا۔ لیکن وہ لڑائی کے لئے تیار تھے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتبہ بھی ان کی استعداد قبول نہیں کی۔ البتہ غزوہ خندق ۱۵ سال کا تھا۔

جناب رسالت پناہ نے ان کو اب رہا جنگ کی دی۔ چنانچہ حضرت بنی عبدالعزیز نے صغیر و کبیر کے درمیان اسی سن کو عہد فاضل قرار دیا۔ اور اپنے عمال کو حکم بھیجا۔ کہ اس سن سے کم کے لوگ عیال میں داخل ہیں۔ اور ان کا نفقہ ان کے مربیوں پر ہے۔ بیت المال سے صرف پانزدہ سالہ نوگوں کو عطیہ ملیگا۔ بہر حال پہلی لڑائی جس میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ شریک ہوئے۔ وہ غزوہ خندق ہے۔ اس کے بعد وہ متعدد و مشہور لڑائیوں مثلاً غزوہ موتہ۔ بدر۔ سر۔ ارفیہ و فتح مکہ وغیرہ میں شریک ہوتے رہے۔ چنانچہ مجاہد سے مروایت ہے۔ کہ فتح مکہ کے زمانہ میں ان کی عمر ۲۰ سال کی تھی۔ وہ ایک سرکش و کھڑے پر سوار تھے۔ ان کے ساتھ ایک بڑا خیزہ تھا۔ اور ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے اور اپنے گھوڑے کے لئے گھاس کاٹ رہے تھے۔ اسی حالت میں جناب رسالت پناہ نے ان کو دیکھا۔ اور

دج اور تما کے بچے میں مزاج - یہ عبد اللہ ہے یہ - چاروں نے
 عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی شرکت کو اچھا سب سے بڑا شرف اور فخر سمجھتے تھے
 اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمیشہ خلا سے انکار کرتے رہے - جس کا
 ان فضائل میں آگے آئیگا - لیکن ان کا بیان ہے - کہ جب انہیں معاویہ اور حضرت
 میں دو مہ جنبل میں لڑائی کی ٹھہری - تو معاویہ ایک قوی ہیکل بستی اونٹ
 پر نکلے - اور کہا - کہ وہ کون ہے - جو خلافت کی خواہش کرتا ہے - یا
 اُس کی طرف گروں بلند کرتا ہے - تو میرے دل میں آج کے سوا دنیا کا خیال
 نہیں آیا تھا - کیونکہ میں نے اس وقت ارادہ کیا - کہ کہوں - خلافت کی خواہش
 وہ شخص کرتا ہے - جس سے تم کو اور تمہارے باپ کو مار پیٹ کر مسموم
 حلقہ میں داخل کیا - لیکن مجھے بہشت اور اُس کی نعمتیں امد پھل یا د
 آگیا یہ اس - دعوت حضرت عبد اللہ بن عمر کو فتح مکہ ہی کی وجہ
 سے پیدا ہوا تھا - فتح مکہ کے زمانہ میں امر معاویہ اور ابوسفیان
 کافر تھے اور کفار کے ساتھ ساتھ شریک جنگ تھے - چنانچہ وہ اسی لڑائی
 میں شرف باسلام ہوئے - ان مناقب میں صحابہ بھی ان کے شریک ہیں
 لیکن امتعتہ و فضائل ایسے ہیں - جن میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
 صحابہ سے ممتاز ہیں - ہم ان مناقب کو الگ الگ عنوان قائم کر کے
 تفصیل لکھتے ہیں -

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زندگی کا مقصد صرف
 اتباع سنت تھا - وہ اس کا اس شدت سے
 ساتھ التزام کرتے تھے - کہ رسول اللہ نے جن درختوں کے سایہ میں کھڑے
 فرمایا تھا - اور ان کو باقی دیتے رہے تھے - تاکہ خشک نہ ہونے پائیں
 رسول اللہ نے جہاں کہیں نماز پڑھی تھی - اُس مقام پر ضرور نماز پڑھنے
 اور جہاں قیام فرمایا تھا - وہاں ضرور قیام کرتے - عام طور علم -

وہ منارک حج کے سب سے بڑے عالم تھے۔ اس کی رجبہ چھی ہے۔ کہ وہ دنا سک۔ حج میں رسول اللہ کے تمام سنن کا ایسا لحاظ رکھتے تھے۔ یہ بات کہ آپ نے جہاں اس قضائے حاجت کی تھی۔ وہاں وہ بھی قضائے حاجت کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ مقامات حج۔ میقات اسی۔ اجمار استعقال وغیرہ کے مقامات کی تعین و تحدید کے متعلق اکثر حدیثیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہیں۔ وجہ میں چونکہ خیاب رسالت پناہ عمرہ لائے تھے۔ اس لئے وہ بھی ہر سال رجب میں عمرہ لاتے تھے۔ وہ سخت خطرہ کی حالت میں بھی اتباع سنت سے باز نہیں آتے تھے۔ چنانچہ جب حجۃ اور عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ کا زمانہ تھا۔ اور عبداللہ بن مروان۔ لوگوں کو حج سے اس بنا پر روکنا چاہتا تھا۔ کہ مکہ میں مبادا عبداللہ بن عمرؓ کی روک تھام ہو۔ تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حسب معمول حج اور مسلمان کیا۔ لیکن ان کی اولاد نے رد کا۔ کہ یہ فتنہ و فساد کا زمانہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ آپ کو حج سے روک دیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ حدیبیہ کا واقعہ ہمارے لئے کافی ہے رسول اللہؐ حج کو نکلے۔ تو کفار نے روک دیا۔ تو آپ رگ گئے۔ اسی طرح اگر ہم بھی روک دیے جائیں گے۔ لوگ جہنمیں گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو رسول اللہؐ کے اقوال و افعال پر اس قدر شدت کے ساتھ التزام تھا۔ کہ خود خیاب رسالت پناہ کو چھوٹ کر اپڑا۔ صحابہ کا عام قاعدہ یہ تھا۔ کہ وہ اپنے خواب رسول کے حضور میں بیان کرتے۔ اور آپ ان کی تعبیر بیان فرماتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بھی یہ شوق پیدا ہوا۔ کہ میں اگر کوئی خواب دیکھوں۔ تو رسولؐ کی خدمت میں بیان کر دوں۔ چنانچہ رسولؐ کے مبارک زمانہ میں مسجد میں جوتے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ دو فرشتے مجھے بلے کر دو تہ کی طرف بلے گئے۔ میں نے دیکھا۔ کہ وہ کوئی کی طرح

بہت تہ ہے۔ جس کے دو کنارے ہیں۔ اور اس میں کچھ لوگ ہیں۔ جنکو میں
پہچانتا ہوں۔ یہ حالت دیکھ کر میں یہ خدا سے پناہ مانگی۔ اور اعلان کیا کہ
لگا۔ اسی حالت میں مجھے دوسرا خط ملا۔ اس میں لکھا کہ تم نے کہا کہ تم نے اس
جواب کو انہوں نے غصہ سے کہا۔ اور انہوں نے اس کو رسول اللہ سے
بیان کیا۔ حضور نے فرمایا۔ عبد اللہ کیا اچھا آدمی تھا۔ کاش وہ رات کو
نماز پڑھتا۔ چنانچہ انہوں نے بالائے شرام شب بیداری کرنی شروع کی۔ یہاں
تک کہ جب صبح رسالت پناہ کو اس کی خبر پہنچی۔ تو اپنے فرمایا۔ کہ کیا تم
کو یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ تم رات کو قیام کرتے ہو۔ دن کو روزہ رکھتے ہو
انہوں نے کہا۔ کہ ہاں میں ایسا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر ایسا کرو گے
تو تمہاری آنکھیں کمزور ہوں گی۔ نفس تھک جائیگا۔ تم پر تمہارے
نفس کا حق ہے۔ اس لئے روزہ بھی رکھو۔ افطار بھی
رات کو قیام بھی کرو سو بھی بہ

مواقع ریا سے اجتناب

حضرت عبد اللہ بن عمر اتباع سنت میں عام
طور پر مشہور تھے۔ عاصم احوال سے روایت
ہے۔ کہ ان کو جب ویکھو۔ رسول اللہ کی اتباع کا کچھ نہ کچھ از ضرورت ہوتا ہے
ابو جعفر سے مروی ہے۔ کہ صحابہ میں رسول اللہ کے اقوال اور اوامر کے
بلایم کو بہت بجالانے میں عبد اللہ بن عمر سے زیادہ کوئی محتاط نہ تھا
اس بنا پر عام طور پر لوگ ان کی اقتدا کرنا چاہتے تھے۔ بالخصوص ناسک
ج کے تو وہ سب بڑے عالم تھے۔ اسی بنا پر عبد الملک بن مروان نے
حاج کو لکھا تھا۔ کہ حج میں عبد اللہ بن عمر کی اقتدا کرو۔ لیکن وہ موقع
ریا سے ہمیشہ اجتناب کرتے تھے اور اپنی اقتدا اسی حد تک جائز رکھتے
تھے جہاں تک اتباع سنت سے تعلق تھا۔ اپنے ذاتی افعال کی تعلیم
وہ کبھی پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ زمانہ حج میں مروہ پر

سر منڈوا رہے تھے۔ انہوں نے حجام سے کہا۔ کہ میرے بال نہایت
 کمزرت سے ہیں۔ جو مجھے تکلیف دیتے ہیں۔ کیا تم ان کو مونڈ سکتے
 ہو۔ اس نے اُن کے سینے۔ ال مونڈنے شروع کئے۔ چونکہ
 چونکہ مناسکِ رجم میں حقِ راس بھی ہے۔ لوگوں کو خیال ہے۔ کہ سینے کے
 بال منڈوانا بھی ممکن ہے۔ کہ داخل سنت ہو۔ اس بنا پر لوگ اُن کی طرف
 نہایت غور سے دیکھنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو شبہ پیدا ہوا۔
 تو انہوں نے صاف کہہ دیا۔ کہ یہ سنت نہیں ہے۔ میرے بال مجھے تکلیف
 دیتے تھے۔ اس بنا پر میں منڈوا لئے۔ زید بن عبداللہ شیبانی سے
 روایت ہے۔ کہ وہ نماز کو اس طرح آہستہ آہستہ جاتے تھے۔ کہ
 اگر اُن کے ساتھ چیونٹی بھی چلتی۔ تو وہ اُس سے آگے نہیں بڑھ سکتے
 تھے۔ اس کا التزام انہوں نے یا تو اس۔ کہ حدیث صحیح

کی بنا پر نماز کے لئے نہایت سکون و وقار رکھنا چاہیے یا اس
 لئے کہ نماز کے لئے نہایت سرعت کے ساتھ جانا دیکاروں کا کام
 ہے۔ لیکن غالباً حدیث کا مقصد بھی اسی موقع پر ریا سے بچنا ہے
 حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی تمام زندگی زندہ اور اعراض عن الدنیا
 میں بسر کی۔ ابراہیم سے مروی ہے۔ کہ جو زمانہ قریش میں
 عبداللہ بن عمرؓ سے قریب کوئی شخص اپنے نفس پر قابو رکھنے والا
 نہیں تھا۔ ایک دفعہ اُن کی خدمت میں ایک شخص جو ارش لیکر حاضر
 ہوا۔ انہوں نے پوچھا۔ یہ کیا ہے۔ اُس نے کہا۔ یہ ہاضم طعام ہے
 نے فرمایا۔ مجھے اس کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے تو ہمیشہ سے
 پیٹ بھر کھا نہیں کھایا۔ حجام میں غسل کو بہت کم جانتے تھے۔ اور
 فراتے تھے۔ کہ یہ عیش پسندی ہے۔ جو عیسیٰ اپنی ماں سے روایت
 کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اُن سے پینے کا پانی

ہنگا۔ یہ شیشے کے پیالے میں لائیں۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا
اس کے بعد وہ لکڑی کے پیالہ میں لیا۔ تو پی لیا۔ پانی پیکر انہوں نے
وضو کا پانی طلب کیا۔ وہ وضو کے لئے طہشت وغیرہ لائیں۔ انہوں نے
صاف انکار کیا۔ اور لوٹے سے وضو کیا۔

میتون بن جہراں کا بیان ہے۔ کہ میں ایک دفعہ اُن کے پاس آیا
اور اُن کے تمام اثاثہ البیت کی قیمت لگائی۔ تو سو درہم سے زیادہ
کا سامان نہ تھا۔ نافع سے روایت ہے کہ اُن کی اونٹنی کی ٹہری ٹوٹ
گئی۔ اسکو انہوں نے ذبح کیا۔ اور کہا کہ تمام اہل مدینہ کو دعوت دو۔
انہوں نے کہا۔ کہ آپ تمام اہل مدینہ کو دعوت دیتے ہیں۔ حالانکہ آپ
کے پاس روٹی تھیں۔ آپ نے فرمایا۔ سبحان اللہ۔ یہ گوشت
ہے یہ شور با ہے جبر اسے گا۔ کھائیگا۔ جس کا جی چاہیگا
چلا جائیگا۔

زہد و اعراض علی اللہ علیہ الصلوٰۃ کا صحیح اندازہ صرف جاہ پرستی کے مواقع
پر ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کے زمانہ میں خلافت سلطنت سے
بدل کر جاہ پرستی اور عیش پسندی کا سب سے بڑا ذریعہ ہو گئی تھی
اس بنا پر مدعیان خلافت میں باہم جنگ و جدل رہتی تھی۔ حضرت
عبداللہ بن عمر اگر چاہتے۔ تو تمام لوگ ان کی بیعت پر آمادہ ہو جاتے
لیکن انہوں نے کبھی اس کی خواہش نہیں کی۔ یہاں تک کہ لوگ ان
کو آمادہ کرتے تھے۔ اور وہ انکار کرتے جاتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت
عثمانؓ شہید ہوئے۔ تو لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہا۔ کہ
آپ لوگوں کے سردار اور سردار کے درمیان ہیں۔ آپ کھڑے ہوں
تو ہر آپ کے ہاتھ پر تمام لوگوں کی بیعت کرا دیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں
حق الامکان یہ بات کبھی نہ پسند کروں گا۔ کہ میرے حق ایک محترم

بہایہ جائے۔ لوگوں نے دھمکا یا۔ کہ آپ کھڑے ہوں۔ ورنہ ہم آپ کے بستر پر آپ کا مقابلہ کر دیں۔ انہوں نے پھر وہی جواب دیا۔ اُس کے بعد لوگوں نے بہت کچھ خوف اور پرلح دیا۔ لیکن انہوں نے اُسکو کبھی قبول نہیں کیا۔

ایک دفعہ اُس نے کہا گیا۔ کہ اگر آپ خلافت چاہیں۔ تو لوگ فوراً راضی ہو جائیں۔ آپ فرمایا۔ کہ اگر ایک آدمی مشرق میں اس کی مخالفت کرے۔ تو کیا ہو گا؟ لوگوں نے کہا۔ کہ اگر مخالفت کرے گا۔ تو قتل کیا جائیگا۔ قوم کی یہودی کے لئے ایک شخص کا قتل کوئی بڑی چیز نہیں آپ نے فرمایا کہ میں اُسکو کبھی پسند نہیں کرتا۔ کہ ایک شخص قتل کیا جائے۔ اور دنیا میرے لئے ہو۔

ابو ابراہیم السراو کہتے ہیں۔ کہ میں اباکا سے پیچھے پیچھے چلا لیکن اُن کو میری خبر نہ تھی۔ وہ یہ کہتے جاتے تھے۔ کہ لوگ کا ندھو پھر تلوار رکھ کر ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں۔ کہ اے عبداللہ بن عمر! لاؤ۔ ہم تمہاری بیعت کریں گے۔

مغیرہ قطن سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن عمر کے پاس ایک آدمی آیا۔ اور کہا کہ امت محمدیہ کے لئے آپ سے بڑا کوئی آدمی نہیں ہے آپ نے فرمایا کیوں۔ میں نے تو خونریزی کی نہ قانونی جماعت میں حصہ لیا تو اُن کی مخالفت کی۔ اُس نے کہا۔ اگر آپ خلافت کے لئے راضی ہوتے۔ تو وہ آدمی بھی آپ کی مخالفت نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا میں ایسی طاقت پسند نہیں کرتا۔ کہ میں خلیفہ بنایا جاؤں۔ اور ایک آدمی کے نہیں اور دوسرا کہے لیں۔

بقیہ اسناد

شستی بار عایت اور عمدہ کتب کا ذخیرہ

(۱) سماع الابراہیم والفجار مولف حضرت امام احمد بن مبارک گوی حجم ۹۸ صفحہ
یہ کتاب مولانا ممدوح نے بایں اعانت چاندنی صاحب سیال شریف تحریر فرما کر سلطان
پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ مولانا ممدوح نے کتاب میں مسئلہ سماع پر نہایت محققانہ
بحث کرتے ہوئے مخالفین کے دلائل کا ایسا دندان شکن جواب دیا ہے کہ آج تک
کسی کو تردید کی جرات نہیں ہو سکتی حدیث شریف انکار اقبال محدثین و فقہا غرض
اس مسئلہ کے متعلق معلومات کے دریا کو ایک کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ ملک بھر کے
چیدہ اخبارات نے اس پر نہایت عمدہ رپورٹ کئے ہیں۔ خاندان چشتیہ کے ساتھ
تعلق رکھنے والوں میں ہر شخص کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے۔ مال
معتبر کے فریب سے محفوظ

(۲) مختصرستان خمیار مولانا غلام دستگیر خاں صاحب بیخود صاحب عمدہ
کلام نظم و نثر کا مجموعہ سر شاعریں تمام بیخود کے لئے اس کا مطالبہ ضروری ہے قیمت ۸۰
(۳) سلسلہ چشتیہ نظامیہ سلیمانینہ شمسہ منظوم اردو از مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب
زیر پوری اس سلسلہ میں اعظم خلفاء حضرت سیالوی تک اسما درج ہیں قیمت ۱۰
(۴) انوار شمسہ سوانحی حضرت خواجہ شمس العارفتین سیالوی قدس سر العزیز قیمت ۱۰
(۵) محبوب سیال یعنی مجموعہ حالات گراما ملفوظا وغیرہ علامت شرف الادب حضرت خواجہ محمد محبوب
(۶) منظر الانصاف فی رتبہ الانصاف حضرت مولانا مولوی تاضی فضل احمد صاحب خضفی نقشبندی
حجم ۵۵ صفحہ یہ کتاب مذہب شیعہ کی کتاب بزبان فارسی ان عمدہ طریقہ سے لکھی گئی ہے اور ایسے
دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں کہ اس کا جواب آج تک نہیں دے سکتے قیمت صرف ۵۰
۱۰ ملائف الرحمن فی اوجیہ القرآن جس میں شریف کی تمام علمیں معروہ و تہجہ جمع کی گئیں قیمت ۱۰

مینجہ رسالہ شمس الامام سرگودھا

حکمت کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برین کا ایجا کو

سیرم لال شربت

اگر آپ اپنے بچوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں۔ تو لال شربت پلاں
کلیجہ کی کر دے۔ کھانسی لاغری کو دور کرنا چاہتے ہیں۔ تو لال شربت پلاں
بید نش کی وقت سے ہر شیار ہوئے تک یہ لال شربت یکساں مقدار سے
پینے میں شیریں اور رنگ سرخ جو لے دہرے سے لے غرائش سے بہتے ہیں
آپ بھی اپنی کو کو پلا کر آزمائش کیجئے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (محصولہ لاکھ)

پرانا سوزاک کی دوا

پیشاب کا جلن اس کاڑک رک کر ٹپکنا یا اس کے ساتھ مواد کا گرنا
کل اس دوا کے استہاں سے موقوف ہو جاتا ہے۔ سوزاک پرانا ہو
جانے پر پیشاب قطرہ قطرہ ہو کر ٹپکتا ہے۔ اور کبھی بند ہو کر مریض کی جان
پر نوبت آ جاتی ہے۔ اس دوا سے لاکھوں مریض شفا پا چکے ہیں
قیمت فی شیشی بھار (دوروپے) محصولہ لاکھ ۶ (چھ آنہ)

المشہور ڈاکٹر ایس کے برین صیفہ نمبر ۱۸ اپونٹ کمپنی

حکمت

نوٹ۔ حکمت کی ضرورت ہے۔ قواعد و ضوابط